۲۷۶
وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلًا
تجوید
چشتی
مؤلف: مجدد اعظم مخدوم القرأت حضرت قاری مقری ضیاء محب الدین احمد صاحب قبلہ (الہ آبادی)
محشی: استاذ القرأت حضرت قاری احمد جمال صاحب قادری اعظمی شیخ التجوید جامعہ نعیمیہ شہر مرادآباد (یوپی)
مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور
مکتبہ شمسیہ شمس العلوم جامعہ رضویہ
ایس ٹی - ۴ - بلاک این - نارتھ ناظم آباد کراچی

استاذ القراء

نامور مجوّد اور مُقری حضرت قاری محب الدین احمد، قصبہ نارا ضلع الٰہ آباد میں ۱۹۰۴ء میں پیدا ہوئے، آپ کے والد ماجد حضرت قاری ضیاء الدّین رحمہ اللہ تعالیٰ (م ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۲ء) اپنے دور کے شیخ القراء اور مجوّد اعظم تھے، انہی کی نسبت سے قاری محب الدین احمد کے نام کے ساتھ "ابن ضیاء" کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ آپ کے بڑے بھائی قاری عصام الدین اور قاری مستجاب الدین بھی بلند پایہ قاری تھے ——— قاری صاحب نے قراءۃِ حفص، قراءاتِ ثلاثہ، سبعہ اور عشرہ کی تعلیم والد ماجد اور امام القراء قاری عبد الرحمن مکی رحمہ اللہ تعالیٰ[1] سے مدرسہ سبحانیہ میں حاصل کی۔ ۱۹۳۰ء میں مدرسہ سبحانیہ الٰہ آباد میں مدرس مقرر ہوئے، تدریس کے ساتھ ساتھ بانی مدرسہ مولانا عبد الکافی سے درس نظامی کی کچھ کتابیں بھی پڑھیں۔ ان کے وصال کے بعد جامع مسجد الٰہ آباد کے خطیب بھی مقرر ہو گئے۔ پھر ۱۹۶۱ء میں مدرسہ تجوید الفرقان، لکھنؤ میں شیخ التجوید کے منصب پر فائز ہوئے۔ اس وقت آپ مرکزی دار القراءت ہاٹہ نالہ شہر لکھنؤ کے سرپرست ہیں جو آپ کے صاحبزادے قاری احمد ضیاء فاضل جامع ازہر، مصر کے زیر اہتمام چل رہا ہے۔

آپ نے متعدد مفید تصانیف سپرد قلم فرمائیں مثلاً معرفۃ التجوید جو "تجوید" کے نام سے حضرت قاری احمد جمال قادری، مدرس جامعہ نعیمیہ مراد آباد کے حاشیہ کے ساتھ آپ کے سامنے ہے، جامع الوقف[2]، فنِ رسم الخط کے موضوع پر معرفۃ الرسوم[3]، تنویر المرآۃ[4]، حاشیہ ضیاء القراءۃ[5]، حاشیہ زینۃ القاری، فوائد مرضیہ حاشیہ تجوید القرآن منظوم، کاشف الابہام[9]، ضیاء البرہان اور قاعدہ تعلیم القرآن[11] وغیرہ

۲۰ شعبان ۱۴۰۳ھ
۳ جون ۱۹۸۳ء

محمد عبد الحکیم شرف قادری

---

[1] حبیب الرحمن مظاہری خیر آبادی : تذکرۃ المصنفین، مطبوعہ کانپور، ص ۵-۲۲۴
احمد جمال قادری اعظمی، جامع التجوید، مطبوعہ مراد آباد، ص ۳-۲۲

26266

نوٹ: اساتذہ کو چاہیے کہ طلباء کو مندرجہ ذیل قواعد زبانی یاد کرائیں، اس کے بعد حاشیہ کی طرف توجہ دلائیں تاکہ طلباء کو ضیاء القراءت سمجھنے میں دقت نہ ہو۔

① قرآن شریف شروع کرنے سے پہلے[1] اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھنا[2] چاہیئے، چاہے[3] کسی سورت سے پڑھے یا درمیان سورت سے شروع کرے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

تعریفِ ترتیل حروف کو صحیح مخارج وصفات کے ساتھ ادا کرنا۔ نیز محلِ وقف و کیفیت وقف کی رعایت کرنا۔

[1] استعاذہ کے یہ الفاظ پسندیدہ ہیں، اس کے علاوہ اور طریقے بھی ہیں (کمی و زیادتی کے ساتھ) کیونکہ قرآن شریف میں حکمِ استعاذہ تو آیا ہے مگر الفاظِ استعاذہ نہیں آئے کہ کس طرح پناہ مانگنی چاہیئے۔

[2] استعاذہ کا پڑھنا ہمارے نزدیک سنتِ مستحبہ ہے۔

[3] کیونکہ استعاذہ کا محل ابتداءِ قراءت ہے، سورت کا شروع ہو یا نہ ہو۔

۲ سورۂ توبہ[1] کے علاوہ ہر سورت کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ضرور[2] پڑھنا چاہیئے خواہ[3] شروع قراءت ہو یا درمیان قراءت ہو۔

۳ شروع قراءت شروع سورت میں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اور بِسْمِ اللّٰہِ کو وصل اور فصل کے اعتبار سے جس طرح[4] چاہے پڑھے۔

۴ شروع قراءت درمیان[5] سورت میں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اور بِسْمِ اللّٰہِ کو کلامِ پاک سے فصل کر کے پڑھے۔

۵ درمیان قراءت شروع سورت میں بسم اللہ پڑھنے کی تین[6]

---

[1] اسلئے کہ بسملہ آیتِ رحمت ہے اور سورۂ توبہ کی ابتدا آیۂ غضب ہے نیز بسملہ یہاں لکھی ہی نہیں گئی۔
[2] بعض حضرات کا خیال ہے کہ سورۂ توبہ کی ابتدا میں بسم اللہ شریف کا پڑھنا جائز نہیں، یہ سخت مغالطہ ہے، حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبیّ اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم کا کوئی فیصلہ نہ مل سکا کہ یہ ایک الگ سورت ہے یا پچھلی سورت کا حصہّ، انہوں نے اس کا نام الگ رکھا اور بسم اللہ نہ لکھی ۱۲ قاری علی احمد رحمتی، فیصل آباد
[3] اسلئے کہ ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ مرسوم ہے ۱۲ [4] کیونکہ بسملہ کا محل ابتداءِ سورت ہے قراءت کی ابتداء ہو یا نہ ہو
[4] چار وجہیں نکلتی ہیں اور چاروں جائز ہیں وصلِ کل، فصلِ کل، وصلِ اول فصلِ ثانی، فصلِ اول وصلِ ثانی ۱۲
[5] درمیان سورت میں بسم اللہ پڑھنا برکۃً جائز ہے اور نہ پڑھنا غیر محل ہونے کی وجہ سے بسملہ پڑھنے کی صورت میں، اسمیں بھی چار وجہیں نکلتی ہیں مگر دو جائز اور دو غیر جائز، فصلِ کل، وصلِ اوّل فصلِ ثانی جائز، وصلِ کل، فصلِ اوّل وصلِ ثانی غیر جائز، اسلئے کہ بسملہ کا محل ہی نہیں ہے۔ بسملہ نہ پڑھنے کی صورت میں استعاذہ کا وصل بھی جائز ہے بشرطیکہ شروع میں اللہ کا نام یا صفاتی نام یا ضمیر یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نہ ہوں ۱۲
[6] اسمیں بھی چار وجہیں نکلتی ہیں یہ تینوں وجہیں تو جائز ہیں جو متن میں تحریر ہیں، چوتھی وجہ غیر جائز ہے وصلِ اوّل فصلِ ثانی، اسلئے کہ بسملہ کا تعلق شروع سورت سے ہے، یہاں آخرِ سورت سے تعلق ہو جائیگا۔

صورتیں ہیں، وصلِ کل فصلِ کُل فصلِ اوّل وصلِ ثانی۔

فائدہ: جس جگہ سے حرف[1] نکلتا ہے اُسے مخرج[2] کہتے ہیں اور جس انداز سے حرف ادا ہوتا ہے اسکو صفت[3] کہتے ہیں، مخرج اور صفت کے ساتھ حرف ادا کرنے کو تجوید[4] کہتے ہیں اور تجوید کے خلاف ادا ہو تو اُسے لحن[5] کہتے ہیں۔

---

[1] جو انسان کے منہ سے کسی مخرجِ محقّق یا مقدّر پر ٹھہرتے ہوئے خاص کیفیت کیساتھ نکلے وہ حرف ہے، حرف کی دو قسمیں ہیں حرفِ اصلی، حرفِ فرعی، حرفِ اصلی اُسکو کہتے ہیں کہ جس کا مخرج معیّن اور مستقل ہو، یہ اُنتیس حروف ہیں (الف سے یا تک) حرفِ فرعی اُسکو کہتے ہیں جسکا مخرج معیّن نہ ہو بلکہ دو مخرجوں کے درمیان سے نکلتا ہو یا صفتِ اصلی سے نکل گیا ہو، حرفِ فرعی سات ہیں الفِ ممالہ، ہمزہ مسہلہ، حرفِ غنّہ، الف و لام، واوِ مفخّمہ، رامفخّمہ میں اختلاف ہے بعض اصلی کے قائل ہیں بعض فرعی کے، بہرحال یا تو مرقّقہ فرعی ہے یا مفخّمہ، دونوں میں ایک ضرور فرعی ہے۔

[2] مخرج کی دو قسمیں ہیں محقّق، مقدّر، حرف کی آواز مخرج پر ٹھہر جائے تو اسے محقق کہتے ہیں اور حرف کی آواز مخرج سے نکل کر سانس پر ٹھہر جائے تو اسے مقدّر کہتے ہیں۔

[3] صفت کی دو قسمیں ہیں لازمہ، عارضہ، لازمہ جو ہر حال میں پائی جائے، وہ سترہ ہیں۔ لازمہ کی دو قسمیں ہیں باعتبار تقابل متضادہ، غیر متضادہ، متضادہ جس کی ضد دوسری صفت ہو، وہ دس ہیں، پانچ صفتیں پانچ کی ضد ہیں، ہمس اسکی ضد جہر، شدّت اسکی ضد رخوۃ (ایک ان دونوں کے درمیان بھی ہے جس کو توسّط کہتے ہیں) استفال اسکی ضد استعلاء، اطباق اسکی ضد انفتاح، اذلاق اسکی ضد اصمات۔ غیر متضادہ جسکی ضد دوسری صفت نہ ہو وہ سات ہیں صفیر، تفشّی، استطالت، تکریر، قلقلہ، لین، انحراف عارضہ اسکو کہتے ہیں جو کبھی کسی صفت کیوجہ سے پائی جائے جیسے پُر ہونا بوجہ استعلاء، باریک ہونا بوجہ استفال یا کسی حرف کے ملنے کیوجہ سے پائی جائے جیسے اخفاء و ادغام وغیرہ کا ہونا۔

[4] ترتیل کا پہلا جز ہے دوسرا جز وقف ہے، تجوید کے بھی دو جز ہیں مخرج، صفت۔

[5] لحن کی دو قسمیں ہیں جلی و خفی لحن جلی بڑی غلطی کو کہتے ہیں مثلاً حرف و حرکت کا بدل جانا پڑھنا، سننا دونوں حرام، لحن خفی چھوٹی غلطی کو کہتے ہیں مثلاً صفاتِ عارضہ و صفاتِ ممیزہ کا ادا نہ کرنا، پڑھنا سننا دونوں مکروہ۔

حروفِ اصلیہ[1] کے مخارج[1] حسبِ ذیل ہیں:-

(۱) شروعِ حلق سے ہمزہ، ہا، درمیان حلق سے عین، حا، آخرِ حلق سے غین، خا، ادا ہوتا ہے۔

(۲) جڑِ زبان تالو سے مل کر قاف ادا ہوتا ہے اور اس کے بعد ہی سے کاف ادا ہوتا ہے۔

(۳) بیچ زبان تالو سے مل کر جیم، شین، یا (غیر مدّہ) ادا ہوتا ہے۔

(۴) کنارۂ زبان ڈاڑھ سے مل کر ضاد ادا ہوتا ہے۔

(۵) کنارۂ زبان مسوڑھے سے مل کر لام ادا ہوتا ہے۔

(۶) سرا زبان تالو سے مل کر نون ادا ہوتا ہے۔

---

[1] علّامہ خلیل کے نزدیک سترہ مخارج ہیں، سیبویہ کے نزدیک سولہ، فرّاء کے نزدیک چودہ، مگر اکثر محققین نے علّامہ خلیل کے مذہب کو اختیار کیا ہے۔ معرفۃ التجوید میں بھی علامہ خلیل ہی کے مذہب کو بیان کیا ہے مگر اس میں سولہ مخارج ہی بیان کئے گئے ہیں کیونکہ حرفِ غنّہ کو فرعی ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے۔ محلِّ مخارج یہ ہیں: حلق میں تین، منہ میں دس، ہونٹ میں دو کُل پندرہ ہوئے اور سولھواں مخرج جوف، اس سے حروفِ مدّہ نکلتے ہیں۔

(۷) پُشت زبان قریب سرِ زبان تالو سے مل کر رآ ادا ہوتی ہے۔

(۸) سرِ زبان اُوپر کے سامنے والے دانتوں کی جڑ سے تآ، دال، طآ، ادا ہوتے ہیں اور اِنہی دانتوں کا سرا اور سرِ زبان مل کر ثآ، ذال ظآ، ادا ہوتے ہیں۔

(۹) نوکِ زبان اوپر نیچے کے دانتوں سے مل کر سین، صاد ادا ہوتے ہیں۔

(۱۰) اُوپر کے دانتوں کا کنارہ نیچے کے ہونٹ سے مل کر فآ، ادا ہوتا ہے۔

(۱۱) دونوں ہونٹ سے مل کر بآ، میم[1] اور کچھ کُھلا رہ کر واؤ (غیر مدّہ) ادا ہوتا ہے۔

(۱۲) حلق کی خالی جگہ سے الف[2] اور بیچ زبان تالو کی خالی جگہ سے یآ، مدّہ اور ہونٹ کی خالی جگہ سے واؤ مدّہ ادا ہوتا ہے۔

فائدہ) جو حرف ایک دوسرے کے مشابہ ہیں وہ کسی نہ کسی صفت سے

---

[1] لیکن بآ میں دونوں ہونٹ کی تری اور میم میں دونوں ہونٹ کی خشکی ملتی ہے۔

[2] جس جگہ سے ہمزہ ادا ہوتا ہے اس کی خالی جگہ سے الف اور جس جگہ سے یآ غیر مدّہ ادا ہوتا ہے اسی کی خالی جگہ سے یآ مدّہ، جس جگہ سے واؤ غیر مدّہ ادا ہوتا ہے، اسی کی خالی جگہ سے واؤ مدّہ ادا ہوتا ہے

[3] ہونٹ کی تری سے ۱۲ جمال القادری

ضرور پہچانے جائیں گے" ایسی صفت کو صفتِ ممیّزہ[1] کہتے ہیں، پس صاد طا، ظا، اور قاف میں صفتِ ممیّزہ پُر ہے اور ثا، ذال میں نرمی والی صفت ممیّزہ ہے اور ضاد کے ادا کرتے وقت آواز مخرج میں کسی قدر دراز[2] ہوتی ہے یہ صفت ظا میں نہیں ہے۔

۶ را[3] پر زبر یا پیش ہو تو ہمیشہ پُر ہوگی جیسے رَحْمَةٌ رُزِقُوْا وغیرہ۔

۷ را[4] ساکن سے پہلے زبر یا پیش ہو تو را پُر ہوگی، جیسے بَرْقٌ، يُرْزَقُوْنَ وغیرہ

---

[1] یہ صفتِ لازمہ کی قسموں میں سے ہے باعتبار تمایز دوسری قسم صفتِ غیر ممیزہ ہے۔ صفت غیر ممیزہ اس کو کہتے ہیں کہ ایک حرف کو دوسرے حرف سے تمیز نہ ہو جیسے صاد وغیرہ میں صفتِ اطباق ادا نہ کی جائے۔

[2] ضاد اور ظا میں یہی فرق ہے کہ ضاد کو ظا کیساتھ مشابہت ہے مگر عینیّت نہیں ہے۔ ضاد تمام حرفوں میں مشکل حرف مانا گیا ہے جس کی ادائیگی بہت دشوار ہے لہٰذا اس کو کسی اچھے مقری سے مشق کر کے درست کر لینا چاہیئے تاکہ ضاد اور ظا میں امتیاز ہو سکے۔

[3] اگر زیر ہو تو را باریک ہوگی جیسے رِضْوَانًا وغیرہ۔

[4] اگر زیر اصلی متصل ہو اور کوئی حرف پُر اس کلمہ میں نہ ہو تو را باریک ہوگی جیسے فِرْدَوْسٌ وغیرہ۔

۸ رَا ساکن سے پہلے زیر ہو اور اس رَا کے بعد کوئی پُر حرف اسی کلمہ[1] میں ہو تو رَا پُر ہوگی جیسے فِرْقَۃ[2] لیکن فِرْقٍ میں پُر اور باریک[5] دونوں جائز ہے۔

۹ رَا ساکن سے پہلے زیر عارضی[3] ہو تو رَا پُر ہوگی جیسے اِرْجِعُوْا وغیرہ۔

۱۰ رَا ساکن سے پہلے زیر کسی دوسرے[4] کلمہ میں ہو تو رَا پُر ہوگی جیسے اَلَّذِی ارْتَضٰی وغیرہ۔

۱۱ رَا مشدّد[6] پر زبر یا پیش ہو تو رَا پُر ہوگی جیسے لٰکِنَّ الْبِرَّ وَ لَیْسَ الْبِرُّ۔

۱۲ جو رَا متحرّک یا مشدّدہ[5] بوجہ وقف ساکن ہو وہ رَا ساکنہ کے

---

[1] اگر دوسرے کلمہ میں ہو تو رَا باریک ہوگی جیسے اَنْذِرْ قَوْمَکَ وغیرہ۔
[2] قاف کا اعتبار کرکے پُر اور بَیْنَ الْکَسْرَتَیْن کی بنا پر باریک (یعنی دو زیر کے درمیان رَا واقع ہونے کی وجہ سے)
[3] جو زیر کسی وجہ سے آیا ہو (یہ زیر حرف ساکن کی ادائیگی کے لئے آتا ہے۔)
[4] چاہے زیر اصلی ہو جیسے رَبِّ ارْجِعُوْن وغیرہ یا عارضی ہو جیسے اِنِ ارْتَبْتُمْ وغیرہ۔
[5] زیر ہو تو رَا باریک ہوگی جیسے بِالنُّذُرِ [6] رَا حرکت والی ہو یا تشدید والی ہو۔

حکم[1] میں ہے۔

۱۶ الف اور واؤ مدّہ سے پہلے کوئی پُر حرف[2] ہو تو یہ دونوں بھی پُر ہوں[3] گے جیسے قَالَ، قُوْلُوْا وغیرہ۔

لفظِ اللّٰہ سے پہلے زبر یا پیش ہو تو لامِ اللّٰہ ہمیشہ پُر ہوگا،[4] جیسے اَللّٰھُمَّ وغیرہ۔

---

[1] اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ماقبل زبر یا پیش ہو تو راء پُر ہوگی نَارٌ، نُوْرٌ، مُسْتَقِرٌّ اگر زیر ہو تو راء باریک ہوگی جیسے اَلْمَقَابِر، مُسْتَمِرٌّ۔

[2] پُر حروف یہ ہیں خاء، صاد، طاء، ظاء، غین، قاف اور راء۔

[3] اگر پُر حروف نہ ہوں تو باریک ہوں گے جیسے کَانَ، کَانُوْا۔

[4] دونوں لام پُر ہوں گے، اگر زیر ہو تو دونوں لام باریک ہوں گے جیسے بِاللّٰہِ۔

۱۵ حرفِ مدّ کے بعد ہمزہ ایک ہی کلمہ میں ہو تو مدِّ متصل کہتے ہیں جیسے سَوَآءٌ وغیرہ۔

لہ مدّ کی دو قسمیں ہیں، مدِّ اصلی، مدِّ فرعی، حرفِ مدّ کے بعد ہمزہ یا سکون نہ ہو تو اس کو مدِّ اصلی کہتے ہیں، اس کی مقدار حرکت کی دوگنی ہے، اگر ہمزہ یا سکون ہو تو اس کو مدِّ فرعی کہتے ہیں، اس کی مقدار یہ کہ حرفِ مدّ کو اصلی مقدار سے روایت کے موافق بڑھانا۔ مدّ کی چھ قسمیں ہیں مدِّ متصل، مدِّ منفصل، مدِّ لازم، مدِّ عارض، مدِّ لین لازم، مدِّ لین عارض۔ ان سب کی تعریفیں متن میں آئیں گی۔ محلِ مدّ دو ہیں، حروفِ مدّہ، حروفِ لین۔ حروفِ مدّہ تین ہیں الف، یا ساکن ماقبل زیر، واؤ ساکن ماقبل پیش۔ ان تینوں کی مثال اُوْتِیْنَا ہے۔ اُوْ واو مدّہ کی مثال تِیْ یا مدّہ کی مثال، نَا الف مدّہ کی مثال، حروفِ لین دو ہیں، واؤ ساکن و یا ساکن ماقبل زبر جیسے وَصَیْتَ کے وَ او ر حَیْ میں شرائطِ مدّ حروفِ مدّہ میں یعنی الف و واؤ ساکن ماقبل پیش یا ساکن ماقبل زیر، سبب دو ہیں ہمزہ، سکون۔ وجوہِ مدّ تین ہیں قصر، توسط، طول کیفیتِ مدّ دو ہیں توسط، طول۔ مقدارِ مدّ پانچ ہیں پانچ الف، چار الف، تین الف، ڈھائی الف، دو الف۔ احکامِ مدّ تین ہیں لازم، واجب، جائز، مدِّ لازم میں لازم، مدِّ متصل میں واجب بقیہ میں جائز۔

۱۶ حرفِ مدّ کے بعد ہمزہ دوسرے کلمہ میں ہو تو مدِّ منفصل کہتے ہیں جیسے بِمَآ اُنْذِرَ وغیرہ۔

فائدہ: مدِّ متّصل اور منفصل میں صرف توسّط ہے اور توسّط کی مقدار چار[1] الف ہے۔

۱۷ حرفِ مدّ کے بعد سکونِ[2] لازم ہو تو مدّ لازم[3] کہتے ہیں جیسے آلْـٰٔنَ۔ اس میں صرف طول ہے، طول کی مقدار پانچ الف ہے۔

تنبیہ: حرفِ مدّ کے بعد سکون دوسرے کلمہ میں ہو تو حرفِ مدّ

---

[1] توسّط کی مقدار ڈھائی الف اور دو الف بھی ہے۔

[2] جو پہلے سے ساکن ہو، وصلاً، وقفاً دونوں حالتوں میں باقی رہے۔

[3] مدِّ لازم کی چار قسمیں ہیں کلمی مثقّل، کلمی مخفّف، حرفی مثقّل، حرفی مخفّف۔ اگر کلمہ میں حرفِ مدّ کے بعد تشدید ہو تو اسے کلمی مثقّل کہتے ہیں جیسے اَلْحَآقَّۃُ، اگر محض سکون ہو تو کلمی مخفّف کہیں گے جیسے آلْـٰٔنَ۔ اگر حروفِ مُقطّعات میں حرفِ مدّ کے بعد تشدید ہو تو اسے حرفی مثقّل کہیں گے جیسے الٓمّٓ کے لام میں اگر محض سکون ہو تو اسے حرفی مخفّف کہیں گے جیسے قٓ۔ ان چاروں میں طول ہوگا، طول کی مقدار پانچ الف تو ہے ہی، تین الف بھی جائز ہے جبکہ متصل منفصل وغیرہ کی مقدار اس سے کم کریں یعنی ڈھائی الف یا دو الف۔

گر جائے گا جیسے قَالَا الْحَمْدُ قَالُوا الْحَمْدُ وغیرہ۔

۱۸ حرفِ مدّ کے بعد سکون عارض[2] ہو تو مدِّ عارض کہتے ہیں جیسے نَسْتَعِیْنُ وغیرہ۔ اس میں طول، توسّط، قصر تینوں وجہ جائز ہیں لیکن توسّط کی مقدار تین[3] الف ہے۔

تنبیہ: ایک قسم کے کئی مدّ جمع ہوں تو پڑھنے میں سب کو برابر ادا کرنا چاہیئے اور اگر کئی قسم کے مدّ جمع ہوں تو ضعیف کو قوی پر ترجیح[4] دینا چاہیئے۔

فائدہ: اگر مدِّ متّصل پر وقف کیا جائے تو سکون کی وجہ سے طول، توسّط جائز ہے لیکن قصر اس وجہ سے جائز نہیں کہ مدِّ متّصل کا

---

[1] اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے، مگر وقف میں باقی رہے گا۔

[2] جو وقفاً ساکن کیا جاتا ہو اُسے سکونِ عارض کہتے ہیں۔

[3] توسّط کی مقدار دو الف بھی ہے جبکہ طول کی مقدار تین الف ادا کریں، مدِّ عارض میں طول اولیٰ ہے۔

[4] مثلاً مدِّ لازم کی مقدار کو مدِّ متّصل کی مقدار سے کم کرنا، مدِّ متّصل کی مقدار کو مدِّ منفصل کی مقدار سے کم کرنا، مدِّ منفصل کی مقدار کو مدِّ عارض کی مقدار سے کم کرنا، مدِّ عارض کی مقدار کو مدِّ لین کی مقدار سے کم کرنا جائز نہیں ہے، ہاں اس کا برعکس جائز ہے۔

توسط ادا نہ ہوگا جیسے اَلسُّفَهَآءُ وغیرہ۔

۱۹ حرفِ لین کے بعد سکون[1] آنے سے طُول توسّط قصر

تینوں وجہ جائز ہیں۔

فائدہ: مخرج اور صفاتِ لازمہ کے ساتھ حرف ادا کرنے کو اظہار[2] کہتے ہیں۔

۲۰ لامِ تعریف[3] کے بعد اِبْغِ[4] حَجَّكَ وَخَفْ عَقِيْمَهٗ میں سے

---

[1] کیونکہ اس کا ہمزہ اصلی ہے اور اس پر سکون عارض ہے تو قصر کرنے سے اصلی کا لغو کرنا اور عارض کا باقی رکھنا لازم آئے گا۔

[2] سکون اصلی ہوگا یا عارضی، اگر اصلی ہوگا تو اس کو مدلین لازم کہیں گے جیسے سورۂ مریم میں کٓھٰیٰعٓصٓ کے عین میں، اگر عارض ہوگا تو مدلین عارض کہیں گے جیسے خَیْرٌ سے خَیْرْ، مدلین لازم میں طول اولیٰ ہے، مدلین عارض میں قصر اولیٰ ہے۔

[3] اظہار تجویدی کا ایک جز ہے، تجوید میں اصل اظہار ہے اس کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ حرف ادا کرنے کے ساتھ ہی یہ صفت ادا ہو جاتی ہے بیان صرف اس وجہ سے کیا گیا ہے کہ اِخفار، اقلاب، ادغام سمجھ میں آجائیں کیونکہ یہ تینوں قواعد اظہار ہی کے مقابلہ میں بولے جاتے ہیں۔

[4] یہ اسماء پر ہی آتا ہے، ہمزہ وصلی کے ساتھ آتا ہے، الف کے علاوہ تمام حروف پر داخل ہوتا ہے کیونکہ الف کلمہ کے شروع میں نہیں آتا۔ اسی طرح نون ساکن اور تنوین اور میم ساکن کے بعد بھی الف نہیں آتا لہٰذا الف کو ان حرفوں کے بعد آنے سے ہر جگہ مستثنیٰ سمجھیں [5] ان حروف کو حروفِ قمریہ کہتے ہیں اور جن حروف میں لامِ تعریف کا ادغام ہوگا انہیں حروفِ شمسیہ کہتے ہیں جیسے الشمس وغیرہ، ایسے بھی چودہ حروف ہیں، حروفِ قمریہ کے علاوہ سب شمسیہ ہیں۔

کوئی حرف آئے تو اظہار ہوگا جیسے وَالْجَارِ وغیرہ ورنہ ادغام[1] ہوگا۔

۲۱ میم ساکن کے بعد میم[2] اور با کے علاوہ کوئی حرف آئے تو اظہار[3] ہوگا جیسے اَمْوَال وغیرہ۔

۲۲ نون ساکن[4] اور تنوین کے بعد حرف حلقی آنے سے اظہار ہوتا ہے جیسے اَنْہَار وغیرہ۔

فائدہ: نون ساکن[5] اور تنوین کو میم سے بدل کر پڑھنے کو

---

[1] حروف شمسیہ آنے سے ادغام ہوگا جیسے اَلثَّاقِبُ وغیرہ۔ حروفِ قمریہ کو قمریہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اَلْقَمَر میں لام تعریف کا اظہار ہوا ہے۔ حروفِ شمسیہ کو شمسیہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اَلشَّمْس میں لام تعریف کا ادغام ہوا ہے، ادنیٰ مناسبت کی وجہ سے نام پڑ جاتا ہے۔

[2] میم آئے تو ادغام ہوگا جیسے مِنْهُمْ مَّغْفِرَة۔ با آئے تو اخفا ہوگا جیسے اَمْ بِهٖ۔

[3] خواہ ایک کلمہ میں ہو جیسے تُمْسُوْنَ یا دو کلموں میں ہو جیسے حَیْثُمْ عَبَرَ اظہار ہوگا، اس کو اظہار شفوی کہتے ہیں۔

[4] نون ساکن اور تنوین میں اسما اور رسما فرق ہے۔ ادائیگی میں بالکل نون ساکن کے مثل ہے۔

[5] نون ساکن خواہ ایک کلمہ میں ہو جیسے یَنْحِتُوْنَ یا دو کلموں میں جیسے مِنْ خَوْفٍ اظہار ہوگا۔ تنوین کا اظہار دو کلموں میں ہوتا ہے ایک کلمہ کے درمیان تنوین آتی ہی نہیں اس لئے کہ تنوین کلمہ کے آخر میں آتی ہے۔

اِقلاب[1] کہتے ہیں۔

۲۳ نون ساکن اور تنوین کے بعد بار آئے تو اِقلاب[2] ہوگا جیسے مِنْ بَعْدِ وغیرہ۔

نون ساکن اور تنوین کے بعد یَرْمَلُوْنَ میں سے کوئی حرف آئے تو ادغام[3] ہوگا جیسے مَنْ یَّقُوْلُ وغیرہ۔

---

[1] اقلاب اس وجہ سے ہوتا ہے کہ نون ساکن و تنوین کو غنہ کے ساتھ اظہار کرنے میں دونوں ہونٹ کو اختلافِ مخرج کی وجہ سے جدا کرنا مشکل پڑتا ہے۔ اقلاب کرنے میں اتحادِ مخرج کی وجہ سے یہ ثقل دور ہوجاتا ہے اور ادا کرنے میں دونوں ہونٹ مل جاتے ہیں جس کی وجہ سے غنہ کرنے میں سہولت ہوجاتی ہے، اقلاب کے بعد اِخفاء اس وجہ سے ہوتا ہے کہ نون ساکن اور تنوین کی جگہ میم ساکن آجاتا ہے تو اب میم ساکن کا قاعدہ جاری کیا جائیگا، میم ساکن کا قاعدہ متن میں ہے۔

[2] خواہ ایک کلمہ میں ہو جیسے یَنْبَتُ یا دو کلموں میں ہو جیسے مِنْ بَعْدِ اقلاب ہوگا۔

[3] اس کے لئے دو کلموں کا ہونا شرط ہے ایک کلمہ میں ہو تو ادغام نہیں ہوگا جیسے دُنْیَا وغیرہ! ادغام کی تعریف متن میں آئے گی لَامْ رَا میں اِدغام بلا غنہ، واوٗ یَا نون میں ادغام باغنہ ہوگا۔

---

۲۵ نون ساکن اور تنوین کو پوشیدہ اور میم ساکن کے ضعیف کرنے کو اِخفاء[1] کہتے ہیں۔

۲۶ نون ساکن اور تنوین کے بعد حروفِ حلقی اور حروفِ یَرْمَلُوْنَ کے علاوہ کوئی حرف آئے تو اِخفاء[2] ہوگا جیسے مَنْ کَانَ وغیرہ۔

۲۷ میم ساکن کے بعد باء آئے تو اِخفاء[3] ہوگا جیسے اَمْ بِہٖ وغیرہ

فائدہ: پہلے حرف کو دوسرے حرف میں ملا کر مشدّد پڑھنے کو ادغام[4]

---

[1] نون ساکن اور تنوین کے اخفاء کو اظہار و ادغام کی درمیانی حالت سے ادا کریں اور نون ساکن و تنوین اپنے مخرج سے ادا نہ ہو، میم ساکن کے اخفاء کو دونوں ہونٹوں کی خشکی کو نہایت نرمی کے ساتھ ملا کر ادا کریں اور اس کو اپنے مخرج سے ادا کریں مگر ضعیف۔

[2] خواہ ایک کلمہ میں ہو جیسے فَانْسَخْ یا دو کلموں میں ہو جیسے مَنْ کَانَ اخفاء ہوگا۔

[3] اس کو اخفاء شفوی کہتے ہیں۔

[4] ادغام کی دو قسمیں ہیں ادغامِ کبیر، ادغامِ صغیر، مدغم اور مدغم فیہ دونوں متحرک ہوں تو ادغامِ کبیر کہتے ہیں، مدغم ساکن اور مدغم فیہ متحرک ہو تو ادغامِ صغیر کہتے ہیں۔ امام حفص علیہ الرحمہ کی روایت میں اسی سے بحث کرتے ہیں چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب میں ادغامِ صغیر ہی کی بحثیں ہیں۔

کہتے ہیں، ادغام میں مُدغَم[1] اور مُدغَم فِیہ ایک ہی حرف ہو تو اس کو ادغامِ مِثلین[2] کہیں گے اور اگر دونوں حرف کا مخرج ایک ہی ہو تو اس کو ادغامِ متجانسین کہیں گے ورنہ متقاربین کہیں گے۔

۲۸ مِثلین کا پہلا حرف ساکن ہو تو ادغام[3] ہوگا جیسے مَالِیَهْ هَلَكَ وغیرہ۔

۲۹ متجانسین کا پہلا حرف ساکن ہو تو حرف بار کا میم میں تار کا دال وطار میں، ثار کا ذال، دال کا تار میں اور ذال کا ظار میں اور طار کا تار میں ادغام[4] ہوگا۔

---

[1] مدغم جس کو ملایا جائے مدغم فیہ جس میں ملایا جائے۔

[2] مثلین، متجانسین، متقاربین یہ تینوں ادغام کی قسمیں ہیں باعتبار محل ومخرج، کیفیت کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں ادغامِ تام، ادغامِ ناقص۔ مدغم کی صفت باقی نہ رہے تو اسے ادغام تام کہتے ہیں، اگر باقی رہے تو ادغامِ ناقص کہیں گے۔ [3] ہر جگہ ہوگا۔

[4] صرف انہیں حرفوں میں ہوگا جو بیان کئے گئے ہیں۔ ادغام متجانسین ہر جگہ ادغام تام ہوگا صرف طار کا تار میں ناقص ہوگا۔

(۳۰) متقاربین کا پہلا حرف ساکن ہو تو قاف[1] کا کاف میں اور لام کا را میں ادغام[2] ہوگا۔

(۳۱) جب نون ساکن اور تنوین یا میم ساکن کا اخفاء کیا جائے یا ادغام کیا جائے یا نون میم مشدّد ہوں تو ایک الف کے برابر[3] غنّہ کرنا چاہیئے۔

فائدہ: تنوین کے بعد کوئی ساکن حرف آئے تو تنوین کے نون ساکن کو ایک زیر دے کر پڑھنا[4] چاہیے جیسے قَدِیْرُ الَّذِیْ وغیرہ۔

---

[1] قاف کا کاف میں ادغام ناقص اور تام دونوں ہوگا مگر تام اولیٰ ہے۔

[2] ادغام متقاربین میں صرف قاف کا کاف میں، لام کا را میں، نون ساکن اور تنوین کا حروفِ یرملو میں، لامِ تعریف کا لام کے علاوہ حروفِ شمسیّہ میں ہوگا۔

[3] مخفی اور ادغام ناقص کی حالت میں غنّہ حرفِ فرعی ہوجاتا ہے اور نون میم مشدد میں غنّہ خوب اچھی طرح ظاہر کرنا چاہیئے۔

[4] اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے دونوں کی ادائیگی مشکل ہے اس وجہ سے حرکت دی جاتی ہے۔

فائدہ : جب دو ہمزہ جمع ہوں تو دونوں کو خوب صاف ادا کرنا[2] چاہیئے، اس کو تحقیق کہتے ہیں[1] لیکن ءَاَعْجَمِیٌّ[3] کے دوسرے ہمزہ کو اس طرح ادا کیا جائے کہ ہمزہ میں جھٹکا نہ ہو، اس کو تسہیل[4] کہتے ہیں۔

فائدہ : وقف[5] کرتے وقت سانس اور آواز دونوں بند کر دیں[6] اور حرف متحرّک کو ساکن کر دیں اور تائے مُدَوَّرہ ہو تو اُسے ہائے[7] ساکنہ سے اور اگر آخر میں دو زبر ہوں تو

---

[1] جیسے ءَاَنْذَرْتَهُمْ، ءَاِذَا، ءَاُنْزِلَ وغیرہ

[2] یعنی حرف اپنے ہی مخرج سے صاف صاف ادا کرنا چاہیئے۔

[3] صرف اسی کلمہ میں حضرت امام حفص علیہ الرحمہ کے نزدیک تسہیل واجب ہے، اس کے علاوہ چھ جگہ تین کلموں میں تسہیل جائز ہے اور وہ یہ ہیں ءَآللّٰهُ دو جگہ ءَآلْئٰنَ دو جگہ ءَآلذَّكَرَيْنِ دو جگہ، مگر تسہیل سے ابدال بہتر ہے۔

[4] یعنی ہمزہ کو ہمزہ اور الف کے مخرج کے درمیان سے ادا کرنا چاہیئے۔

[5] یعنی آخر کلمہ پر سانس اور آواز توڑ کر بقدر ضرورت ٹھہرنا، اس کو وقف کہتے ہیں۔

[6] اس کو وقف بالاسکان کہتے ہیں جیسے یَعْلَمُوْنَ سے یَعْلَمُوْنْ وغیرہ۔

[7] اس کو وقف بالابدال کہتے ہیں جیسے رَحْمَةٌ سے رَحْمَهْ وغیرہ۔

الف[1] سے بدل دیں۔

هدایت

جب تجوید کے ضروری قاعدے یاد ہو جائیں تو پڑھنے والے کو چاہئے کہ وقف اور رسمِ قرآنی کے ضروری قواعد[2] جامع الوقف اور معرفۃ الرسوم سے معلوم کریں۔

---

[1] الف لکھا ہوا ہو جیسے عَلِیْمًا سے عَلِیْمَا وغیرہ یا نہ لکھا ہو جیسے جُفَآءً سے جُفَآءَا وغیرہ، اس کو بھی وقف بالابدال کہتے ہیں، اور اگر جس کلمہ پر وقف کیا جائے وہ نہ متحرک اور نہ تائے مدوّرہ اور نہ دو زبر ہوں تو اس کو اسی حالت پر چھوڑ دیں، اسے وقف بالسکون کہتے ہیں جیسے فَلَا تَقْهَرْ وغیرہ۔

[2] کیونکہ روایتِ حفص علیہ الرحمہ میں تین علموں کا جاننا نہایت ضروری ہے، علمِ تجوید، علمِ وقف اور علمِ رسم، بغیر ان تین علموں کے روایتِ حفص مکمل نہیں ہو سکتی ہے، مقری کو چاہئے کہ جب تک طلبا علمِ تجوید کے ساتھ ساتھ علمِ وقف و علمِ رسم کو نہ سیکھ لیں، اس وقت تک اسے اجازت و سند نہ دیں۔

اللہ تعالیٰ اس کے پڑھنے والوں کو تکمیل کی توفیق عطا فرمائے،

آمین بجاہ سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم۔

تمت[1]

احقر ابن ضیاء[2] محب الدین احمد عفی عنہ

۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۹ھ، بروز جمعہ

---
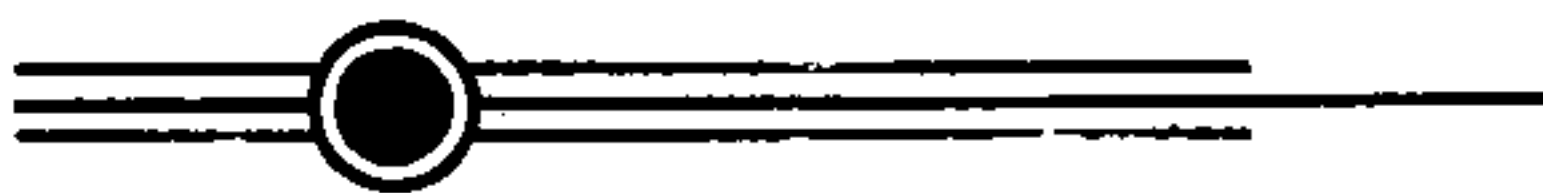
[1] بحمدہ تعالیٰ یہاں پہنچ کر حاشیہ بھی تمام ہوا۔ یا رب العالمین! جس طرح اس کے متن کو مقبولیت حاصل ہوئی ہے اسی طرح اسی متن کے صدقہ وطفیل میں اس حاشیہ کو بھی مقبولِ انام بنا دے آمین بجاہ سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم۔

[2] آپ امام القراء حضرت قاری مقری ضیاء الدین احمد صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کے چھوٹے صاحبزادے ہیں (قاری عصام الدین و قاری مستجاب الدین صاحب، یہ دونوں بڑے بھائی تھے) اپنے والدِ ماجد علیہ الرحمہ و استاذ الاساتذہ حضرت قاری عبد الرحمن مکی علیہ الرحمہ سے مدرسہ سبحانیہ الٰہ آباد میں تجوید و قرارت کی مکمل تعلیم حاصل کی، پھر اسی مدرسہ سبحانیہ میں مسندِ تدریس پر فائز ہو گئے تھے، پھر اس کے بعد تجوید الفرقان، شہر لکھنؤ تشریف لائے، عرصہ دراز تک تجوید الفرقان میں مسندِ صدارت پر فائز رہے،

وہیں پر احقر نے بھی تین سال حضرت کی خدمت میں رہ کر قرارت کا مکمل کورس کیا۔ حضرت نے بہت ہی محبّت و شفقت سے پڑھایا، ساتھ ہی ساتھ برابر دعائیں بھی فرماتے رہتے تھے۔ یہ سب حضرت کی دعاؤں ہی کا نتیجہ ہے۔

فی الحال مرکزی دار القرارت پاٹہ نالہ شہر لکھنؤ کے سرپرست ہیں۔ یہ حضرت کے صاحبزادے برادر مکرم حضرت قاری احمد ضیاء صاحب قبلہ فاضل جامع ازہر (مصر) کے زیر اہتمام چل رہا ہے بلکہ بھائی صاحب ہی اس کے بانی بھی ہیں۔ حضرت اب از حد کمزور ہو گئے ہیں، مولیٰ تعالیٰ اپنے محبوب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ و طفیل میں حضرت کا سایہ تمام قاریوں کے سروں پر تا دیر قائم رکھے آمین ثم آمین ——— انشاء اللہ حضرت کی مکمل سوانحِ عمری جامع التنزیل میں تحریر کروں گا۔

احمد جمال القادری
خادم القرّاء
جامعہ نعیمیہ شہر مراد آباد

۱۰ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ
بروز اتوار